عنوانات، فہرست، تسہیل،
کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

اجمل الحواشی

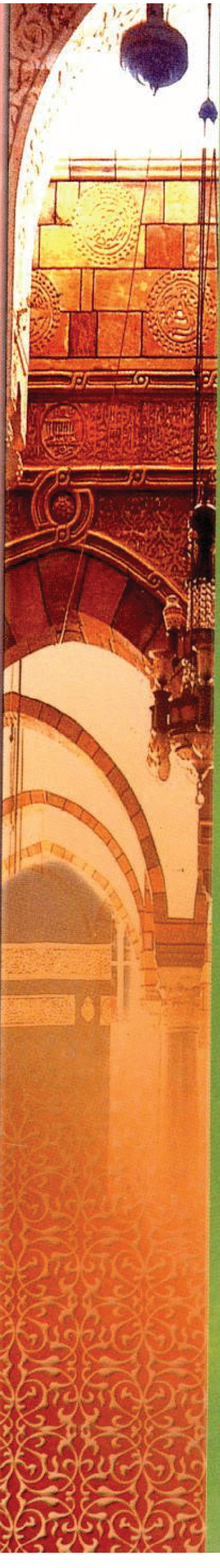
علیٰ

اصول الشاشی

تالیف
حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی
استاذ دار العلوم (وقف) دیوبند

تسہیل وعنوانات
مولانا محمد شفیق صاحب
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الاشاعت کراچی



اضافہ عنوانات، فہرست، تسہیل، کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ پہلی بار

اجمل الحواشی
علیٰ
اُصول الشاشی

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی

استاذ دار العلوم (وقف) دیوبند

تسہیل وعنوانات

مولانا محمد شفیق صاحب

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : ۲۰۰۵ء علمی گرافکس کراچی
ضخامت : 396 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہوسکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ 437-B دیب روڈ لسبیلہ کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

مِـمَّامَسَّتْهُ النَّارُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَاسٍ اَرَأَيْتَ لَوْ تَوَضَّاتَ بِمَاءٍ سَخِيْنٍ اَكُنْتَ تَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَسَكَتَ وَاِنَّـمَا رَدَّهُ بِالْقِيَاسِ اِذْ لَوْ كَانَ عِنْدَهُ خَبَرٌ لَرَوَاهُ وَعَلٰى هٰذَا تَرَكَ اَصْحَابُنَا رِوَايَةَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ مَسْئَلَةِ الْمُصَرَّاةِ بِالْقِيَاسِ.

ترجمہ:.........اور راویوں کی دوسری قسم وہ حضرات ہیں جو حفظ اور عدالت کے ساتھ معروف ہیں نہ کہ اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ جیسے ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ۔ پس اگر ان جیسوں کی روایت تیرے پاس بطریق صحت پہنچ جائے پس اگر خبر قیاس کے موافق ہوگی تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہے اور اگر خبر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اس کی مثال وہ ہے جس کو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ آگ نے جس چیز کو چھولیا (اس کے کھانے سے) وضو (واجب) ہوگا۔ پس ابن عباسؓ نے ابو ہریرہ سے کہا آپ بتائیے اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو کیا آپ اس سے بھی وضو کریں گے پس ابو ہریرہ نے سکوت اختیار کیا اور ابن عباس نے قیاس سے حدیث ابی ہریرہ کو رد کر دیا اگر ابن عباس کے پاس حدیث ہوتی تو اس کو ضرور روایت کرتے۔ اور اسی بناء پر ہمارے علماء نے مصرات کے مسئلہ میں حدیث ابی ہریرہؓ کو قیاس کی وجہ سے ترک کر دیا۔

تشریح:.........راوی کی دو قسموں میں سے دوسری قسم یہ ہے کہ حدیث کے راوی ایسے حضرات صحابہ ہوں جن کا حفظ اور عدالت تو معروف اور مشہور ہو لیکن ان کا فقیہ اور مجتہد ہونا معروف اور مشہور نہ ہو جیسے حضرت ابو ہریرہؓ، انس بن مالکؓ، عقبہ بن عامرؓ ان حضرات کی حدیث کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر ان کی حدیث بطریق صحت ثابت ہو تو دیکھا جائے گا حدیث قیاس کے موافق ہے یا مخالف، اگر موافق ہے تو بلاشبہ حدیث پر عمل کیا جائے گا اور اگر مخالف ہے تو اس صورت میں قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب ابو ہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو ابن عباسؓ نے کہا یہ بتائیے اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو کیا دوبارہ سادہ پانی سے وضو کرنا واجب ہوگا۔ ابن عباسؓ کا منشاء یہ تھا کہ اگر آگ کو نقض وضو میں دخل ہے تو اگر کوئی باوضو آدمی دوبارہ گرم پانی سے وضو کر لے تو اسکا وضو ٹوٹ جانا چاہئے، یا وضو کرنے کے بعد گرم تیل لگالے تو اس کا وضو ٹوٹ جانا چاہئے حالانکہ اس صورت میں نقض وضو کے آپ بھی قائل نہیں ہیں۔ ابو ہریرہؓ نے ابن عباسؓ کے قیاس کو سن کر سکوت اختیار کیا اور ابن عباسؓ نے ابو ہریرہ کی حدیث کو مخالف قیاس ہونے کی وجہ سے رد فرما دیا۔ صاحب اصول الشاشی فرماتے ہیں کہ اگر ابن عباسؓ کے پاس حدیث ابی ہریرہؓ کے مخالف کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس موقعہ پر اس کو ضرور روایت کرتے کیونکہ حدیث کو حدیث کے ذریعہ رد کرنا اقویٰ ہے۔ پس حضرت ابن عباس کا کوئی حدیث روایت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس حدیث ابو ہریرہ کے خلاف کوئی حدیث نہیں ہے۔ الحاصل اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ غیر فقیہ کی حدیث اگر قیاس کے مخالف ہو تو اسکو رد کر دیا جائے گا اور قیاس پر عمل کیا جائے گا۔

صاحب اصول الشاشی فرماتے ہیں کہ اس ضابطہ پر کہ راوی حدیث صحابی اگر فقہ اور اجتہاد کے ساتھ معروف نہ ہو تو اس کی حدیث کو قیاس کی وجہ سے ترک کر دیا جائیگا۔ علماء احناف نے کہا کہ مصرات کے مسئلہ میں ابو ہریرہ کی حدیث کو قیاس کی مد سے ترک کر دیا جائے گا۔ حدیث مصرات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ مت روکو، پس جس نے ایسی اونٹنی یا بکری کو خریدا تو دودھ نکالنے کے بعد اس کو دو باتوں کا اختیار ہے اگر مشتری اس پر راضی ہو جائے تو اس کو روک لے اور اگر راضی نہ ہو تو اس کو واپس کر دے اور ایک صاع تمر واپس کر دے۔ تصریہ، کہتے ہیں جانور کے تھنوں میں دودھ روکنا۔ مصرات وہ جانور کہلاتا ہے جس کے

تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو۔ ایسا اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ خریدار کو دھوکہ ہو چنانچہ وہ یہ سمجھے کہ یہ جانور زیادہ دودھ دینے والا ہے اور یہ سمجھ کر زیادہ قیمت لگائے حالانکہ اصلاً اس جانور کے دودھ کی مقدار کم ہے، اس سلسلہ میں حدیث ابو ہریرہؓ، جس کو حدیث مصرات بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ کسی نے مصرات جانور خریدا اور اس کا دودھ نکالا اور اس کو استعمال کرلیا دو چار دن کے بعد جب جانور دودھ کم دینے لگا تو اس کو اندازہ ہوا کہ مجھے دھوکہ دیا گیا ہے، ایسی صورت میں اللہ کے نبی نے فرمایا ہے کہ مشتری اگر پسند کرے تو بیع کو باقی رکھے اور اگر ناپسند کرے تو جانور کو واپس کردے اور جو دودھ نکال کر استعمال کیا ہے اس کے بدلے میں ایک صاع تمر دے دے اور اپنا ثمن واپس لے لے۔ حضرت امام شافعیؒ اس حدیث کے دونوں جزوں پر عمل کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو عقد بیع کے فسخ کردینے کا اختیار ہے اور فسخ کردینے کی صورت میں ایک صاع تمر دینا واجب ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ حدیث کے دونوں جز رد کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ مشتری کو عقد بیع فسخ کردینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ یہ بیع لازم ہوگی البتہ مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق ہوگا۔ رجوع بالنقصان کا مطلب یہ ہے کہ دودھ کے کم ہونے کی وجہ سے جانور کی قیمت میں جو کمی واقع ہوئی ہے اس کو بائع سے واپس لے لے، مثلاً پہلے دن جانور نے دس کلو دودھ دیا اور پھر گھٹ کر آٹھ کلو رہ گیا اور بازار میں دس کلو دودھ کے جانور کی قیمت دس ہزار روپیہ ہے اور آٹھ کلو دودھ کے جانور کی قیمت آٹھ ہزار روپیہ ہے گویا مشتری کو تصریہ کی وجہ سے دو ہزار کا نقصان ہوا، پس حضرت امام صاحبؒ کے نزدیک بیع تو لازم ہوگی لیکن مشتری کو بائع سے دو ہزار روپیہ واپس لینے کا اختیار ہوگا، اسی کا نام رجوع بالنقصان ہے۔ حضرت امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اس طور پر کہ ضمان کی دو قسمیں ہیں ایک ضمان بالمثل، دوم ضمان بالقیمۃ۔ ہلاک شدہ چیز اگر ذوات الامثال میں سے ہے جیسے گندم وغیرہ تو ضمان بالمثل واجب ہوتا ہے اور اگر ذوات الامثال میں سے نہیں ہے جیسے جانور تو ضمان بالقیمۃ واجب ہوتا ہے، اب وہ دودھ جس کو مشتری نے دوھ کر استعمال کرلیا ہے اور اس کو ہلاک کردیا ہے اگر ذوات الامثال میں سے ہے تو اس کا ضمان مثل کے ساتھ واجب ہونا چاہئے یعنی مشتری پر دودھ کے بدلے میں دودھ واجب ہونا چاہئے۔ اور اگر ذوات الامثال میں سے نہیں ہے تو اس کا ضمان قیمت کے ساتھ واجب ہونا چاہئے یعنی مشتری پر دودھ کی قیمت واجب ہونی چاہئے اور تمر نہ دودھ کا مثل ہے اور نہ دودھ کی قیمت ہے لہذا حدیث میں تمر کا واجب کیا جانا قیاس کے خلاف ہے۔ اور غیر فقیہ کی حدیث اگر قیاس کے مخالف ہو تو اس صورت میں حدیث کو ترک کردیا جاتا ہے لہذا اس حدیث کو ترک کردیا گیا اور مشتری کے ضرر کو دور کرنے کے لئے مشتری کو رجوع بالنقصان کا حق دیا گیا۔

اعتراض:...... اس جگہ ایک اعتراض ہے وہ یہ کہ ابو ہریرہ کو غیر فقیہ کہنا غلط ہے حضرت امام اعظمؒ بھی ان کو فقیہ مانتے ہیں، اور پھر ابو ہریرہ غیر فقیہ کیسے ہوسکتے ہیں جب کہ وہ عہد رسالت میں بھی فتویٰ دیتے تھے اور بعد میں بھی، اور فقہاء صحابہ سے ان کے فتاویٰ میں معارضہ کرتے تھے۔ علامہ ذہبیؒ نے ابو ہریرہؓ کے بارے میں تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے **الحافظ الفقیه صاحب رسول الله صلی الله علیه وسلم کان من اوعیة العلم ومن کبار ائمة الفتویٰ**، یعنی ابو ہریرہ حافظ حدیث ہیں، فقیہ ہیں، صحابی ہیں، علم کا ظرف ہیں اور بڑے امام فتویٰ ہیں۔ الحاصل ابو ہریرہ کو غیر فقیہ اور غیر مجتہد قرار دینا اور یہ کہنا کہ حضرت امام صاحبؒ نے مخالف قیاس ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو ترک کیا ہے، غلط ہے۔

جواب:...... حضرت امام صاحبؒ نے اس حدیث کو دو وجہوں سے ترک کیا ہے ایک تو یہ کہ اس حدیث کے الفاظ میں اضطراب ہے کیونکہ بعض روایات میں صاع من تمر کا لفظ ہے اور بعض میں **صاعاً من طعام لا سمراء** کا لفظ ہے، یعنی گندم کے علاوہ اناج کا ایک

صاع اور بعض میں مثل لبنها قمحاً ہے یعنی دودھ کے ایک مثل گندم اور بعض میں مثلی لبنها قمحاً ہے یعنی لبن کے دومثل گندم۔ اور بعض میں صاعاً من طعام او صاعا من تمر کالفظ ہے اور بعض میں صاعاً من بر لا سمراء کالفظ ہے۔اور الفاظ حدیث میں اضطراب چونکہ حدیث کو نا قابل عمل بنا دیتا ہے اس لئے حضرت امام صاحبؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث مصرات، قرآن، حدیث اور اجماع کے معارض ہے، قرآن کے معارض تو اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدی علیکم اور فرمایا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها اور ارشاد ہے وان عوقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به، یہ تینوں آیات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ضمان تلف شدہ چیز کے مساوی ہونا چاہئے اور ایک صاع تمر اور تلف کردہ دودھ میں کسی طرح بھی مساوات ممکن نہیں ہے۔اور حدیث کے معارض اس لئے ہے کہ آنحضورﷺ نے فرمایا الخراج بالضمان یعنی محصول ضمان کی وجہ سے ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے ضمان میں کوئی چیز ہوتی ہے اس کا نفع اور اس سے حاصل شدہ فائدہ بھی اسی کا ہوتا ہے۔اور اگر نقصان ہوا تو اس کا ذمہ دار بھی وہی ہوگا۔دوسری حدیث ہے نهی عن بیع الکالی بالکالی، اللہ کے نبیﷺ نے دین کی بیع دین کے عوض سے منع کیا ہے اور دین کہتے ہیں ماوجب فی الذمہ کو یعنی وہ چیز جو ذمہ میں واجب اور ثابت ہوتی ہے اس کو دین کہا جاتا ہے، اب ملاحظہ کیجئے وہ دودھ جس کو مشتری نے نکال کر تلف کیا ہے دو طرح کا ہے ایک وہ جو عقد بیع کے وقت جانور کے تھنوں میں تھا، دوم وہ جو عقد بیع کے بعد مشتری کے ضمان اور ذمہ داری میں رہتے ہوئے اس کے تھنوں میں پیدا ہوا ہے۔عقد بیع فسخ ہونے کی صورت میں اس دودھ کا مالک بائع ہوگا جو عقد بیع کے وقت تھنوں میں موجود تھا اور جو دودھ بعد میں پیدا ہوا ہے اس کا مالک مشتری ہوگا۔اب آپ بتائیں کہ ایک صاع تمر دونوں طرح کے دودھ کا عوض ہے یا صرف اس کا عوض ہے جو عقد بیع کے وقت تھنوں میں تھا۔اگر اول ہے تو الخراج بالضمان کے مخالف ہے اس لئے کہ جو دودھ عقد بیع کے بعد تھنوں میں پیدا ہوا ہے وہ مشتری کی ملک ہے اور مشتری کی ملک اس لئے ہے کہ بیع کے بعد جانور مشتری کے ضمان میں ہے لہذا اس کے ضمان میں جو دودھ حاصل ہوا ہے اس کا ملک بھی مشتری ہوگا اور جب ایسا ہے تو مشتری پر اس چیز کا ضمان واجب کیا گیا جس کا مشتری مالک ہے اور یہ بات قطعاً نامعقول ہے۔

الحاصل اگر ایک صاع تمر دونوں طرح کے دودھ کا عوض ہو تو حدیث الخراج بالضمان کے مخالف ہوگا اور اگر صرف اس دودھ کا عوض ہو جو عقد بیع کے وقت جانور کے تھنوں میں تھا، تو حدیث نهی عن بیع الکالی بالکالی کے مخالف ہوگا اس لئے کہ وہ دودھ جو عقد بیع کے وقت تھنوں میں تھا اور مشتری نے اس کو نکال کر پی لیا ہے اور اس کو تلف کر دیا ہے فسخ بیع کی وجہ سے وہ دودھ مشتری کے ذمہ میں دین ہو گیا اور وہ صاع جو اس کا عوض ہے وہ بھی اس پر دین ہے، پس مشتری پر دودھ کے عوض ایک صاع تمر کا واجب کرنا یعنی بیع اللبن بالصاع کرنا بیع الدین بالدین ہے حالانکہ اللہ کے نبیﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور جب ایسا ہے تو حدیث مصرات نهی عن بیع الکالی بالکالی کے مخالف ہے۔الحاصل حدیث مصرات، حدیث الخراج بالضمان کے مخالف ہے یا حدیث نهی عن بیع الکالی بالکالی کے مخالف ہے۔اور حدیث مصرات اجماع کے بھی معارض اور مخالف ہے کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ ضمان دو ہی قسم کا ہوتا ہے ایک مثلی، دوم معنوی (قیمت)۔اور تمر کا صاع دونوں میں سے کوئی نہیں ہے۔تمر کے صاع کا دودھ کا مثل نہ ہونا تو ظاہر ہے اور دودھ کی قیمت نہ ہونا اس لئے ہے کہ حدیث میں صاع تمر کو دودھ کا بدل قرار دیا گیا ہے خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ ہو حالانکہ قیمت کے یہ معنی نہیں ہیں، قیمت کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ گھٹتی بڑھتی رہے یعنی دودھ کم ضائع ہوا ہو تو کم تمر واجب ہوں، زیادہ ضائع ہوا ہو تو زیادہ تمر واجب ہوں۔الحاصل حدیث مصرات اجماع کے بھی مخالف اور معارض ہے۔اب آپ سوچ کر بتائیں کہ حدیث مصرات جو قرآن کے بھی مخالف ہے، حدیث کے بھی مخالف ہے اور اجماع کے بھی مخالف ہے اس پر عمل کرنا مناسب ہے یا نہیں؟